ڈراما

چڑیا کا بچہ گیا کہاں!

صادقہ نواب سحر

302، صادقہ منشن، شاستری نگر، کھوپولی، ضلع رائے گڑھ، مہاراشٹر

کردار: زینب: چوتھی جماعت کی ایک نو سال کی بچی

موسیٰ: زینب کا پانچ سالہ بھائی جو کے .جی. کلاس میں پڑھتا ہے۔

چڑیا کا بچہ: صرف اشاروں اور مکالموں کے ذریعے اس کے ہونے کا احساس دلایا جائے گا۔

(ایک بڑے سے کمرے کا منظر، پردہ اٹھتے ہی زینب اور موسیٰ اسٹیج کے اگلے حصے کے درمیان کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے دائیں جانب پڑھائی کی میز اور دو کرسیاں نظر آ رہی ہیں۔ میز پر کچھ کتابیں سلیقے سے رکھی ہوئی ہیں۔ ایک لیپ ٹاپ بھی نظر آ رہا ہے۔ بچوں کے پیچھے کچھ فاصلے پر اسٹیج کے بائیں جانب ایک پردہ لٹکا ہے)

زینب: (بائیں جانب دیکھتے ہوئے، جیسے کھڑکی سے باہر جھانک رہی ہو) تینوں طرف پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہمارا یہ چھوٹا سا شہر کتنا خوبصورت ہے۔ ہے نا بھیا! ہلکی ہلکی ہوا بھی چل رہی ہے۔ روزہ رکھنے کا احساس بھی نہیں ہو رہا ہے۔

موسیٰ: ہوں، وہ تو ہے آپا! آج میں نے بھی تو روزہ رکھا ہے!

زینب: تم تو ابھی پانچ سال کے ہی ہو۔ آدھا روزہ ہی رکھو گے۔ روزہ رکھنے کی پریکٹس کر رہے ہو نا! مجھے تو روزہ رکھنے میں بڑی خوشی ہوتی ہے۔ آؤ چلو پڑھنے بیٹھتے ہیں۔ امتحان ہونے والے ہیں۔

موسیٰ: روزے میں پڑھائی! یہ تو مجھ سے نہیں ہو سکے گا۔

زینب: (منہ بناتے ہوئے) یہ تو مجھ سے نہیں ہو سکے گا! ابھی کھیلنے کو کہوں تو فوراً تیار ہو جاؤ گے۔

موسیٰ: کھیلنا تو پڑتا ہے نا آپا! کھیلنے میں اتنا مزہ جو آتا ہے!

زینب: میں تو نہیں کھیلوں گی۔ مجھے لیپ ٹاپ پر پروجیکٹ بنانا ہے۔ ٹیچر نے کہا ہے.... کہاں ہے میرا لیپ ٹاپ؟

موسیٰ: وہ رہا پڑھائی کی میز پر۔ (میز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اُدھر۔

زینب: اوہ! لو میں چلی پروجیکٹ تیار کرنے۔ آؤ تم بھی اسے دھیان سے دیکھو۔ جب تم چوتھی کلاس میں آؤ گے نا! تو تمھیں بھی پروجیکٹ تیار کرنے کے لیے کہا جائے گا۔ (دونوں پڑھائی کی میز کی طرف بڑھتے ہیں۔)

موسیٰ: ارے! (چھت کی طرف ہاتھ بڑھا کر اشارہ کرتا ہے۔) دیکھو دیکھو آپا وہ کیا اُڑا!!! بھوت بھوت!! (آنکھیں خوف سے پھیل جاتی ہیں)

زینب: ارے!! کیا کہتے ہو!

موسیٰ: آپ کے بیٹھتے ہی کوئی بھوت لیپ ٹاپ کے پاس سے اُڑا۔

زینب: تمھارے دماغ میں تو ہمیشہ بھوت پریت ہی بھرا رہتا ہے۔ پگلے بھوت ووت کچھ نہیں ہوتا بھائی!

موسیٰ: اچھا آپی! پھر وہ کیا تھا؟

زینب: ارے بدھو، وہ دیکھو! (اوپر کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ دونوں سر اٹھا کر چھت کو دیکھتے ہیں) فالس سیلنگ کے گیپ میں سے کیا نکلا ہے!

موسیٰ: وہ کیا ہے؟

زینب: دیکھا! کیسے اس نے اپنے کُھلے ہوئے پنجوں سے اسکرٹنگ کی دیوار کو تھام رکھا ہے اور کیسے چھت کی فالس سیلنگ کی اسکرٹنگ پر بیٹھا اس کی پٹیوں سے اپنی چونچ رگڑ رہا ہے۔ موسیٰ! دکھائی دیا؟

موسیٰ: ارے ہاں، وہ دیکھو چڑیا کا ننھا منا بچہ، بھورا بھورا، کتنا پیارا ہے۔ اس کے پر پھولے ہوئے ہیں۔ اِدھر اُدھر دیکھ رہا ہے آپا۔

زینب: وہ بہت گھبرایا ہوا ہے۔ ہال کے سارے پنکھے بند کردو موسیٰ۔ ورنہ وہ کسی پنکھے سے ٹکرا کر خود کو زخمی کر لے گا۔

(موسیٰ سارے پنکھوں کے بٹن بند کرتا ہے اور پردوں کے پیچھے سے جھاڑو لے آتا ہے)

ارے! تم یہ جھاڑو کیوں اٹھا لائے؟

موسیٰ: (جھاڑو اٹھا کر ہوا میں لہراتے ہوئے) جھاڑو کی مدد سے اس کو باہر نکلنے کا راستہ دکھاؤں گا۔ (کھڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے) دیکھ رہی ہو نا، جھاڑو کو قریب آتا دیکھ کر وہ ہال کی بڑی کھڑکی کی طرف اڑ گیا، مگر... مگر باہر نکلنے کے بجائے وہ گھر میں لوٹ آیا ہے۔ اب وہ ہال میں ادھر ادھر اڑنے لگا ہے آپا! (ادھر ادھر نظر گھماتا ہے)

زینب: (کچن کی طرف دیکھتے ہوئے) چڑیا کا بچہ کچن کی طرف بڑھا ہے بھیا۔ (آگے بڑھ کر ہال کی ساری کھڑکیاں کھول دیتی ہے) ارے! یہ بڑی کھڑکی پر لگی ٹیوب لائٹ پر جا بیٹھا ہے۔

موسیٰ: دیکھا آپا، یہ ادھر ادھر اڑنے لگا۔ جاتا نہیں۔ ارے! یہ اچانک کہاں غائب ہو گیا!

(دونوں سارے گھر میں ادھر ادھر ڈھونڈتے ہیں)

زینب: وہ دیکھو پردے کے پیچھے!

موسیٰ: کون سا پردہ آپا؟

زینب: یہ جو ہال کے دوسرے حصے سے کھانے کی جگہ کو الگ کرتا ہے۔

موسیٰ: یوں کہیں نا کہ کھانے کی ٹیبل کے پاس والا پردہ۔ (پردہ ہٹا کر جھانک کر دیکھتے ہوئے) آپا، چڑیا کا بچہ ٹیبل کے نیچے زمین پر ٹھٹھرا ہوا بیٹھا ہے۔ آپا، اس کے پیر میں تو چوٹ لگی ہے۔ (دونوں ٹیبل کے قریب یعنی اسٹیج کے پاس پردے کے قریب بیٹھ کر پردے کے پیچھے سے جھانکتے ہیں۔ ان کا چہرہ اسٹیج کی طرف ہے۔)

زینب: ہاں موسیٰ صحیح کہا تم نے۔ اس کے پیر میں چوٹ لگی ہوئی ہوگی! شاید اسی لیے وہ اپنے گروہ سے بچھڑا ہوگا۔

موسیٰ: آپا پلیز کٹوری میں پانی لے آؤ۔ چڑیا کے بچے کو پیاس لگی ہوگی۔ میں اس کو باہر نکالتا ہوں۔ (چڑیا کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے)

زینب: نہیں نہیں! اس کو ہاتھ مت لگانا۔ اس کے زخم ہے۔ درد ہوگا۔

موسیٰ: (حیرانی سے) اچھا!! مگر میں تو اس کو مرہم لگانا چاہتا تھا۔

زینب: (دوڑ کر کٹوری میں پانی لے آتی ہے) لو پانی کی کٹوری پردے کے پیچھے رکھ دیتی ہوں۔ چلو اب اس کو کھانے کو کچھ دیتے ہیں۔

موسیٰ: یہ چاول کھائے گا نا!

زینب: ہاں، کیوں نہیں۔

موسیٰ کچے چاول؟

زینب: ہاں کچے ہی۔ وہ پکا کر تھوڑے ہی کھاتا ہوگا!

موسیٰ: میں چاول کیسے لاؤں! میرا ہاتھ چاول کے ڈبے تک نہیں جاتا!

زینب: اچھا میں چاول لے کر آتی ہوں۔ (اسٹیج کے پچھلی جانب دوڑ کر جاتی ہے اور چاول کی کٹوری لے کر لوٹتی ہے، جسے وہ ٹیبل کے پاس بیٹھے موسیٰ کے ہاتھ میں دیتی ہے)

موسیٰ: (مٹھی بھر چاول کٹوری سے اٹھا کر پھینکنے کے انداز میں) یہ لو ننھی چڑیا!

زینب: ارے بھیّا! دانے مت پھینکنا۔ تم کٹوری سرکا کر ہٹ جاؤ۔ وہ خود ہی باہر نکل کر کھالے گی۔

موسیٰ: نہیں آپا، کٹوری رکھوں گا تو وہ سمجھے گی، میں اس کو پکڑ لوں گا۔ وہ ڈر جائے گی۔ (چڑیا کی طرف مٹھی بھر چاول پھینک دیتا ہے) ارے! چڑیا تو اڑ گئی! (اوپر دیکھتا ہے)

زینب: ارے! وہ تو کھڑکی سے باہر نکل گئی!! منع کیا تھا نا! ....آخر چاول کے دانے اس پر پھینک ہی دیے نا!!

موسیٰ: مجھے کیا پتہ تھا کہ وہ بھاگ جائے گا! (رونے لگتا ہے) اوں...اوں...اوں!

زینب: چلا گیا تو روتے کیوں ہو؟ جب وہ ہمارے گھر میں آیا تھا تب تو تم اسے جھاڑو سے باہر جانے کا راستہ دکھا رہے تھے؟

موسیٰ: ہاں تب میں ڈر گیا تھا۔ کہیں وہ پنکھے کی زد میں آجاتا تو!

زینب: پھر اب اس کے چلے جانے پر دکھی کیوں ہوتے ہو؟

موسیٰ: اب میں اس کو پالنا چاہتا تھا۔ (اداسی سے) چڑیا کا بچہ کیوں اڑ گیا آپا! اس کو کیا تکلیف تھی! وہ کیوں نہیں رکا؟

زینب: چڑیا کا بچہ شاید اپنے خاندان سے بچھڑ گیا ہے۔ ہم کو بھی اپنی فیملی کے ساتھ رہنا اچھا لگتا ہے نا!

موسیٰ: ہاں آپی، مگر ہم نے پانی رکھا تھا۔ دانہ بھی ڈالا تھا۔ اس نے کھایا کیوں نہیں؟

زینب: پتہ نہیں۔ اُس کو اپنے ماں باپ اور ساتھیوں کی یاد آ رہی ہوگی۔ جی نہیں چاہتا ہوگا۔ کتنا چھوٹا ہے نا! (فکر سے) کہاں جائے گا؟

موسیٰ: ہاں آپا! (ہاں میں سر ہلاتا ہے) بہت چھوٹا ہے۔ ننھا منا سا بے بی چڑیا۔

زینب: ہاں بھیا۔

موسیٰ: اس کے گھر والے اسے ملیں گے یا نہیں! (بہت پریشانی سے) آپا، اسے کوئی چیل یا کوا تو نہیں کھا لے گا؟ اس میں تو خود کو بچانے کی طاقت بھی نہیں ہوگی۔ پھر کیسے اُڑ گیا!!

زینب: تمہارے چاول پھینکنے کے طریقے سے وہ ڈر گیا ہو شاید! یا ہوسکتا ہے کہ اسے چوٹ لگی ہو...اور وہ گھبرا گیا ہو!

موسیٰ: اتنے چھوٹے چھوٹے چاول کے دانوں سے؟

زینب: چڑیا کا بچہ بھی تو چھوٹا ہے۔ ویسے پھینکنے سے چوٹ لگتی ہے بھائی!

موسیٰ: صحیح کہہ رہی ہو آپا!

زینب: اور بھیا پھینک کر تو کھانے کی چیز نہیں دی جاتی نا!

موسیٰ: جی...آپا.....ساری!

زینب: ساری چڑیاں اچھی لگتی ہیں مگر چڑیا کا یہ بچہ تو بہت خاص تھا۔

موسیٰ: یعنی!

زینب: دیکھونا۔ وہ کمزور تھا مگر اس کے ارادے مضبوط تھے۔ دیکھا نہیں، ننھی سی جان ہو کر بھی اس نے پوری طاقت لگائی اور...

موسیٰ: ...وہ اُڑ گیا۔ ہے نا!

زینب: ہاں۔ ہم بھی پورا زور لگائیں تو...

موسیٰ: (خوشی سے اپنے دونوں بازوؤں کو پرندوں کے پروں کی طرح پھیلا کر) تو ہم بھی اڑ جائیں گے؟

زینب: نہیں پگلے، ہم کیسے اڑ سکتے ہیں! ہمارے پر کہاں ہیں؟

موسیٰ: پھر ہم پوری طاقت لگائیں گے تو کیا ہوگا آپی؟

زینب: ایسے...(اپنی جگہ پر کھڑی رہ کر معنیٰ خیز انداز میں دائیں ہاتھ کی انگلیاں نچاتی ہے۔ اس کے ساتھ موسیٰ بھی اپنی جگہ پر کھڑا رہ کر گردن گول گھما کر اپنے ہاتھوں کی انگلیاں نچاتے ہوئے زینب کی آنکھوں اور انگلیوں کا پیچھا کرتا ہے۔ زینب کی نظریں کتابوں کی الماری پر ٹِک جاتی ہیں)

موسیٰ: (چونکتا ہے) آپا!! (ناراض ہوتے ہوئے) تم تو ہر بات میں پڑھائی کو لاتی ہو!

زینب: ہم اسی کے لیے تو اسکول جاتے ہیں۔

موسیٰ: مگر آپا!!! اِس وقت تو ہمارے کھیلوں کے مقابلے ہو رہے ہیں۔

زینب: ہاں، اِس وقت تو ہمارے کھیلوں کے مقابلے ہو رہے ہیں۔تو!!

موسیٰ: تو آپا، ہم پورا زور لگائیں گے تو پہلا نمبر لائیں گے۔

زینب: بالکل، پڑھائی ہو یا کھیل، کوئی بھی کام ہو، پورا زور لگائیں گے تو پہلا نمبر لائیں گے۔

موسیٰ: جی....جی....جی ہاں ں ں! پورا زور لگائیں گے تو پہلا نمبر لائیں گے!!

زینب: پورا زور لگائیں گے تو پہلا نمبر لائیں گے۔

(دونوں تالیاں بجاتے ہیں۔)

(پردہ گرتا ہے)

○○